بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامدا و مصلیا و مسلما

حدیث جبریل

لفظ تابعی کے لغوی معنے کسی کا اتباع کرنے والے یا کسی کے پیچھے چلنے والے کے ہیں۔ مسلمان اس اصطلاح کا اطلاق صرف ان لوگوں پر کرتے ہیں جنہوں نے رسول اللہ کے کسی صحابی سے ملاقات کی اور ان کا اتباع کیا۔ لفظ صحابی کے لغوی معنے ساتھی کے ہیں۔ مسلمان اس اصطلاح کا استعمال صرف ان لوگوں کے لئے کرتے ہیں جنہوں نے رسول اللہ سے ملاقات کی اور ان کا اتباع کیا۔

علقمہ تابعی مسلمانوں کے ایک بہت بڑے عالم تھے اور حضرت عبد اللہ ابن عمر صحابیوں میں سے ایک جید عالم تھے۔ علقمہ کا نام امام ابو حنیفہ کی حدیثوں کی اسناد میں بارہا آتا ہے۔ امام ابو حنیفہ نے جو کہ خود ایک تابعی تھے علقمہ اور حضرت عبد اللہ ابن عمر کے تفقہ (دین کی سمجھ) کا موازنہ کرتے ہوئے فرمایا تھا:

اگر صحابیت کا شرف نہ ہوتا تو میں کہتا کہ علقمہ حضرت عبد اللہ ابن عمر سے زیادہ تفقہ رکھتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ اور دیگر سنی علماء کے نزدیک صحابیت کا درجہ اکتسابی علمی قابلیت سے کہیں اونچا ہے۔ یہ صحابیت کا شرف جس کا امام ابو حنیفہ نے ذکر فرمایا تھا صحابہ کے ساتھ محض رومانوی عقیدت پر مبنی نہیں تھا اور نہ ہی یہ اسلامی تاریخ کے اوائل کے سیاسی اور معاشرتی عوامل کا رد عمل تھا۔ اس کی اساس مسلمان عوام میں پھیلے ہوئے اسلامی حقائق کے خالص فہم پر استوار تھی۔ امام ابو حنیفہ کے باضابطہ طور پر اسلامی تعلیم حاصل کرنے کے وقت تک مسلم دینیات کے خدوخال اچھی طرح ظاہر ہو چکے تھے۔ سنی اسلام کے اصول عوامی اسلام پر استوار تھے۔ وحی کا اصول بھی ان میں سے ایک تھا جسے عوام کے ذہنوں نے ہر طرف قبول کیا ہؤا تھا۔ ذیل میں عوامی اسلام کے ایک اور سنی اصول پر بحث ہو گی۔

لفظ حدیث سے رسول اللہ سے کسی بھی قسم کی روایت مراد ہے۔ سب سے مشہور اور مقبول احادیث میں سے ایک حدیث جبریل ہے[1]۔ مسلمان چاہے وہ مقلد ہوں یا غیر مقلد، یا چاہے آج کل کے جنگ و جدال کے ستائے ہوئے دور میں اپنے

---

[1] اس حدیث شریف کا ترجمہ اس مقالے کے آخر میں درج ہے۔

آپ کو ترقی پسند کہنے والے ہی کیوں نہ ہوں سب کو یہ حدیث بہت عزیز ہے۔ کوئی اس حدیث کا اس لیئے حوالہ دیتا ہے کہ یہ مسلمانوں کو احسان یعنی عبادت میں عمدگی اپنانے کی ترغیب دیتی ہے تو کوئی اس کو جمعے کے خطبے کے دوران سناتا ہے۔ بعض تو اسے خود اسلام کا خلاصہ سمجھتے ہیں۔ علماء نے اس خوبصورت حدیث کی شرح پر جلدوں کی جلدیں لکھی ہیں۔ کوئی مسلمان اس حدیث پر شک کرنے کی جرات نہیں کر سکتا کیونکہ یہ حدیث مسلمانوں کے مذہبی شعور کے دل و دماغ کو راغب کرتی ہے۔ بلکہ اسلام کے غیرمسلم مداح بھی اس حدیث کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ رسول اللہ کے صحابی حضرت ابو ہریرہ نے ان کے وصال سے صرف تین سال قبل اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ ان کئی صحابیوں میں سے ہیں جنھوں نے یہ حدیث روایت کی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اور بہت سے پرانے صحابیوں نے بھی اس حدیث کا واقعہ دیکھا ہو گا۔ اسی لیئے یہ حدیث عوامی اسلام کا جزو ہے۔

سنی مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ صرف ایک نبی ہی پر اوروں کو بتانے والی وحی کا نزول ہوتا ہے[2]۔ سنی مسلمانوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی اپنا کلام اور پیغام پہنچانے کے لیئے فرشتوں کو بطور ذریعہ استعمال فرماتا ہے۔ کسی غیر نبی کی اوروں کو بتانے والی وحی تک رسائی حاصل نہیں کیونکہ غیرنبی کے پاس وہ استعداد ہی نہیں جس سے وہ اللہ تعالی سے اس درجے کے عقلی رابطے کا متحمل ہو سکے۔ ایک غیر نبی کے پاس وہ ذرایع ہی نہیں جن سے دوسروں تک پہنچانے والی وحی حاصل ہو سکے جو ان کو پہنچانے سے ان کی نجات کا باعث بنے۔ اسی لیئے بنیادی طور سے تبلیغ یعنی وحی کا دوسروں تک پہنچانا نبیوں کا کام ہے نہ کہ غیرنبیوں کا۔ ایک غیر نبی کا تبلیغ کے لیئے اہل ہونے کے لیئے ضروری ہے کہ وہ کم از کم امکانی طور پر اوروں کو پہنچانے والی وحی حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

وحی اللہ تعالی سے آتی ہے جو اسے پہلے فرشتوں کی دنیا میں اتارتا ہے پھر وہ اس کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ نبیوں کے علاوہ یہ فرشتے انسانوں کو نظر نہیں آتے۔ حضرت جبریل تمام انبیاء پر وحی نازل کرنے پر مامور ہیں۔ امی نبی نے اپنے صحابہ کی روحانیت کی اس مہارت سے تربیت فرمائی تھی کہ وہ تبلیغ کا بوجھ اٹھانے کے قابل ہو گئے تھے۔ صحابہ پر مہربانی کرنے کے لیئے اللہ تعالی نے حضرت جبریل کو ان کے پاس رسول اللہ کی زندگی ہی میں بھیجا تھا۔ رسول اللہ کے صحابہ نے حضرت جبریل کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا۔ حضرت جبریل کے چلے جانے کے بعد جب حضرت عمر ان کو ڈھونڈنے

---

2 حضرت موسی کی والدہ اور حضرت مریم پر جو وحی نازل ہوئی تھی وہ اوروں کو بتانے کے لیئے نہیں تھی بلکہ اسے دوسروں سے چھپانے کا حکم تھا۔

نکلے تو رسول اللہ نے ان سے پوچھا اے عمر جانتے ہو وہ کون تھے؟ جب حضرت عمر نے نفی میں جواب دیا تو فرمایا، یہ جبریل تھے۔ وہ تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

رسول اللہ کی صحبت کی برکت میں اتنی شدت تھی کہ اس سے صحابہ پر اللہ کا کرم حضرت جبریل کی صورت میں نازل ہؤا جو صحابہ کو وہی سکھانے آ گئے جو وہ رسول اللہ کو سکھانے آتے تھے۔ صحبت رسول اللہ نے عام انسانوں کو اب ان خاص انسانوں میں تبدیل کر دیا تھا جنہیں حضرت جبریل کا دیدار نصیب ہؤا۔
اس واقعے کے چند سالوں بعد رسول اللہ نے اپنے حج الودع کے خطبے میں ہر صحابی کو یہ کہہ کر تبلیغ کا بوجھ اٹھانے پر مامور فرما دیا کہ مجھ سے روایت کرو چاہے ایک آیت ہی ہو[3]۔ صحبت کی برکت سے صحابہ اب حقیقۃ دوسرے انسانوں کو تبلیغ کرنے کے اہل ہو چکے تھے۔

اگرچہ حدیث رسول اللہ کی روایت کو کہتے ہیں مسلم علماء نے اس حدیث شریف کو حدیث جبریل کا نام دے کر اپنی یگانہ فقہی مہارت کا مظاہرہ کر دیا کیونکہ اس حدیث کی روایت وہ نہیں جو صحابہ نے رسول اللہ سے کی بلکہ وہ ہے جو انہوں نے حضرت جبریل سے کی۔ یہ رسول اللہ کا معجزہ تھا کہ انہوں نے اپنی رحانی وراثت صحابہ کے دلوں پر یہاں تک نقش کر دی کہ وہ ان کی بعض نبوی صلاحیتوں کے وارث بن گئے۔ لہذا کوئی تعجب کی بات نہیں کہ امام ابو حنیفہ اور صحابہ کرام کے دوسرے ورثاء انہیں فقہی مہارت سے کہیں اونچا درجہ دیتے تھے۔ بلکہ اگر ہمیں حدیث جبریل عزیز ہے تو ہمیں ان کی پیروی کرنی چاہیئے۔

حدیث جبریل

ایک دن جب ہم رسول اللہ کے ساتھ بیٹھے تھے تو ایک شخص آیا جس کے کپڑے بہت سفید اور بال بہت کالے تھے۔ اس پر سفر کرنے کے کوئی آثار نہیں تھے اور ہم میں سے اسے کوئی نہیں جانتا تھا۔ وہ رسول اللہ کے رو برو گھٹنے سے گھٹنا ملا کر بیٹھ گیا اور ان کے زانوہائے مبارک پر ہاتھ رکھ کر پوچھنے لگا اے محمد مجھے بتائیے اسلام کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سواہ کوئی خدا نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز ادا کرے اور زکات دے اور رمضان کے روزے رکھے اور بیت حرام کا حج کرے اگر استطاعت رکھتا ہو۔ اس نے جواب دیا آپ نے سچ کہا۔

[3] اس حدیث شریف میں لفظ آیت سے مراد صرف قرآنی آیات ہی نہیں بلکہ احادیث بھی ہیں۔

ہم بہت حیران ہوئے کہ اس نے رسول اللہ سے پوچھنے کے بعد ان کی تصدیق بھی کر دی۔ پھر اس نے پوچھا مجھے بتائیے ایمان کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ تو اللہ پر ایمان لائے اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور تقدیر پر اس کے خیر پر بھی اور اس کے شر پر بھی(کہ سب اللہ سے ہے)۔ اس نے کہا آپ نے سچ کہا۔ پھر اس نے پوچھا مجھے بتائیے احسان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو اللہ کی ایسے عبادت کرے کہ جیسے تو اسے دیکھ رہا ہو یا اگر تو نہیں دیکھ پاتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے۔ اس نے کہا آپ نے سچ کہا پھر پوچھا مجھے قیامت کی گھڑی کے بارے میں بتائیے۔ آپ نے فرمایا اس کے بارے میں پوچھا جانے والا بھی اتنا ہی جانتا ہے جتنا پوچھنے والا۔ اس نے کہا پھر مجھے اس کی علامتوں کے بارے میں بتائیے۔ آپ نے فرمایا کہ باندی اپنی مالکن کو جنے گی اور وہ جو برہنہ پیر غریب گڈریئے تھے اونچی سے اونچی عمارتیں بنائیں گے۔

پھر وہ اجنبی چلا گیا اور اس کے جانے کے بعد میں کچھ دیر ٹھرا رہا۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا اے عمر جانتے ہو وہ سائل کون تھا۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا وہ جبریل تھے تم لوگوں کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

یہ روایت صحیح البخاری سے ہے۔